پیکرِ عفت وحیا کی نمائندہ سیدہ مریم صدیقہ

کائنات میں انسان کی تخلیق کی ترتیب کے متعلق ارشاد فرمایا

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا اور اسی سے اُس کا جوڑا (عورت، زوجہ) بنایا'' (حوالہ النساء۔۱)

وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَٰحِدَةٍ

''اور اسی نے تمہیں ایک جان (نفس واحدہ) سے پیدا کیا'' (حوالہ الانعام۔۹۸)

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَٰحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ إِلَيۡهَا

''اسی اللہ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی نفس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس میں سکون پائے'' (حوالہ الاعراف۔۱۸۹)

خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَٰحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا

''اس نے تمہیں ایک ہی جان سے بنایا، پھر اس میں سے اس کا جوڑا بنایا'' (حوالہ الزمر۔۶)

آدم علیہ السلام نفس واحدہ ہیں۔ اور قرآنِ مجید میں دنیا میں موجود لوگوں کو يَـٰبَنِىٓ ءَادَمَ ''اے اولادِ آدم'' کہہ کر مخاطب کیا گیا (حوالہ الاعراف۔۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۵، یٰس۔۶۰)۔ اور لوگوں کو مخاطب کر کے یہ بھی بتایا گیا ہے

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ

''اے دنیا میں موجود لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت میں سے تخلیق کیا ہے'' (حوالہ الحجرات۔۱۳)

قرآنِ مجید دنیا میں موجود تمام انسانوں سے مخاطب ہے اور روزِ قیامت تک یونہی خطاب کرتا رہے گا۔ تمام انسانوں سے خطاب کر کے جو بات کہی گئی ہے وہ قرآنِ مجید کے نزول سے قبل دنیا میں موجود رہنے والے اللہ کے ایک جلیل القدر بندے پر صادق نہیں آتی اور اُن سے قرآنِ مجید مخاطب بھی نہیں کہ یہ مُردوں کو سنانے کیلئے نہیں ہے۔

إِنۡ هُوَ إِلَّا ذِكۡرٌ وَقُرۡءَانٌ مُّبِينٌ ۝ لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا

''یہ تو صرف ایک نصیحت ہے اور قرآنِ مبین ہے۔ تا کہ خبردار کرے اُسے جو زندہ ہے''

سیدہ مریم صدیقہ کے بیٹے اور اللہ کے رسول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی آدم نہیں تھے اور نہ انہیں بنی آدم کہہ کر پکارا جا سکتا ہے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم تھے اور دنیا و آخرت میں اسی نام سے انہیں پکارا گیا ہے۔ وہ بنی آدم نہیں بلکہ اللہ کے فرمان کے مطابق مثلِ آدم ہیں

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ

''بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۵۹)

پیکرِ عفت وحیا کی نمائندہ سیدہ مریم صدیقہ کو ہمارا سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ نے نفس واحدہ کو تخلیق فرمایا اور پھر انہی میں سے عورت کو وجود عطا فرمایا۔ پھر رب العزت نے حساب برابر کر دیا:

وَإِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَٱصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٢﴾

''اور جب فرشتوں نے کہا'' اے مریم (صدیقہ) اللہ نے تجھے چن لیا ہے اور تجھے مطہر کیا ہے

اور تجھے سب جہاں کی عورتوں میں سے منتخب کیا ہے

يَٰمَرْيَمُ ٱقْنُتِى لِرَبِّكِ وَٱسْجُدِى وَٱرْكَعِى مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾

اے مریم (صدیقہ)! اپنے رب کیلئے کھڑی ہو، سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر''

اہل علم اور گائناکالوجی کے ماہرین کے غور وفکر کیلئے توجہ ایک نکتے کے جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ سیدہ مریم صدیقہ کی اچھی طرح پرورش کے بعد اللہ رب العزت نے سیدنا زکریا علیہ السلام کو ان کا کفیل مقرر فرمایا۔ وہ محراب کے پاس قیام پذیر تھیں۔ اور كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ''جب بھی زکریا (علیہ السلام) (سیدہ) مریم کے پاس محراب میں جاتے تو ان کے پاس رزق پاتے'' (حوالہ آلِ عمران۔۳۷)۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدہ مریم تسلسل کے ساتھ محراب کے پاس قیام پذیر ہیں۔ایک پاک اور مقدس مقام پر تسلسل کے ساتھ ایک خاتون کا قیام ان کی مسلسل طہارت اور پاکیزگی کا اظہار کرتا ہے۔سیدہ مریم کو سجدہ کرنے اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔جھکنے والوں کے ساتھ جھکنے میں بھی تسلسل کا اظہار ہے۔اور ایک خاتون تسلسل کے ساتھ جھکنے والوں کے ساتھ جبھی شریک ہو سکتی ہے اگر وہ تسلسل کے ساتھ مطہر ہو۔جائے غور ہے کہ کہیں یہی حقیقت تو آیت ۴۲ کے ان الفاظ میں مخفی نہیں:

إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَٱصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ ''اللہ نے تجھے چن لیا ہے اور تجھے مطہر کیا ہے اور تجھے سب جہان کی عورتوں میں سے منتخب کیا ہے''۔ ٱصْطَفَىٰكِ دو مرتبہ استعمال ہوا اور تمام عورتوں میں سے چن لینے کا دوسری مرتبہ کہنے سے قبل کہا گیا طَهَّرَكِ ''تجھے مطہر کیا ہے''۔

سیدہ مریم صدیقہ وہ عظیم المرتبت خاتون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا

وَجَعَلْنَٰهَا وَٱبْنَهَآ ءَايَةً لِّلْعَٰلَمِينَ

''اور ہم نے انہیں اور ان کے بیٹے کو جہاں والوں کیلئے ایک نشانی بنا دیا'' (حوالہ الانبیاء۔۹۱)

وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً

''اور ہم نے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کی ماں کو ایک نشانی بنایا'' (حوالہ المومنون۔۵۰)

اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک خاص مقصد کیلئے منتخب فرمایا تھا۔

إِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ٱسْمُهُ ٱلْمَسِيحُ

عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾

''جب ملائکہ نے کہا' اے مریم (صدیقہ)! بیشک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے

اپنی اس بات کے ساتھ کہ دنیا اور آخرت میں معزز اور مقربوں میں سے ہوگا،

وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾

اور لوگوں سے گود میں اور پختہ عمر میں کلام کرے گا اور صالحین میں سے ہوگا'' (آلِ عمران۔۴۵۔۴۶)

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخْلُقُ

مَا يَشَآءُ ۚ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾

''مریم (صدیقہ) نے کہا' میرے رب! مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جب مجھے کسی بشر نے چھوا ہی نہیں! (ان کے اس استفہام پر) اس نے کہا ''(تیری بات تیرے علم اور ادراک کے مطابق اپنی جگہ صحیح ہے لیکن بشر کے عدم چھونے پر بھی بیٹا ہونے کا) سبب یہ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''وجود پذیر ہوجا' اور وہ ہوجاتا ہے'' (آلِ عمران۔۴۷)

سیدہ مریم صدیقہ کو پیدا ہونے والے بیٹے کے متعلق حیران کن خبر تھی کہ گود ہی میں لوگوں سے کلام کرے گا لیکن اُن کے نزدیک یہ تو بعد کی بات تھی پہلی تعجب خیز بات تو ان کیلئے اس کی پیدائش تھی۔ سیدہ مریم کے سوال، استفہام، تعجب کے انداز میں کوئی ابہام نہیں۔ صدیقہ نے صاف اور کھلے انداز میں بات کہی ہے۔ بچے کے پیدا ہونے یا نہ ہونے کا تعلق شادی شدہ ہونے یا نہ ہونے سے نہیں ہے بلکہ ہمارا ادراک ہے کہ شادی شدہ ہوکر بھی مرد کے چھونے کے نتیجے ہی میں بچہ پیدا ہونے کا امکان پیدا ہوتا ہے اور قرآنِ مجید میں اجازت دی گئی ہے کہ عورتوں کو قبل اس کے کہ انہیں چھوا گیا ہو طلاق دی جاسکتی ہے۔ انہیں جواب دیا گیا کہ (تمہاری بات اپنی جگہ صحیح ہے لیکن) ''یہ اس سبب سے ہوگا کہ اللہ جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے''۔ اس سے کافی عرصہ قبل بھی جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اسحاق علیہ السلام کی

پیدائش کی خوشخبری دی گئی تو ان کی زوجہ مبارکہ سن کر ہنس پڑی تھیں اور فرمایا تھا ''اے افسوس! کیا میں اس بڑھاپے میں بیٹا جنوں گی اور میرے یہ خاوند بھی بوڑھے ہیں! بیشک یہ ایک عجیب بات ہے'' (حوالہ سورۃ ھود ۔ ۷۱۔۷۲)۔ اور سیدنا زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی پیدائش کی خوش خبری بھی ایسے حالات میں دی گئی تھی جب انسانی علم اور ادراک کے مطابق بچے کی پیدائش ناممکن بات تھی۔ انہوں نے بھی سوال کیا تھا کہ یہ کیونکر ممکن ہے جب کہ انہیں بڑھاپا لاحق ہے بلکہ بیوی بھی بانجھ ہے۔ انہیں جواب دیا گیا

قَالَ كَذَٰلِكَ ٱللَّهُ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ 'اے زکریا! یہ اس سبب سے ہوگا کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' (حوالہ آلِ عمران ۔ ۴۰)

یہاں لفظ ''یَفۡعَلُ'' استعمال فرمایا۔ زکریا علیہ السلام کے ہاں بچے کی پیدائش میں حائل مسئلہ مرد کے عورت کو چھونے کا نہیں ہے بلکہ ان کے اپنے خیال کے مطابق مسئلہ نہ صرف ان کا بڑھاپا بلکہ بیوی کا بانجھ پن بھی تھا۔ قرانِ مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ نے ان کی بیوی کی بانجھ پن کی کمزوری یا نقص کو دور فرما دیا جس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ان کا اپنا بڑھاپا تو بچے کی پیدائش کے لئے سرے سے موانع تھا ہی نہیں۔ لطیف اشارہ ہے کہ تمہارا علم اور معلومات تو خود اپنے بارے میں اتنی محدود ہیں۔ اور فرق نوٹ فرمائیں کہ سیدہ مریم کے سوال کے جواب میں ''یَخۡلُقُ'' استعمال فرمایا کیونکہ ان کا مسئلہ کسی جسمانی کمزوری یا نقص کا نہیں بلکہ تخلیق کی بنیاد سے ہے۔ اور نوٹ کرنے کا ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کے بارے میں آیت ۴۰ اور اس آیت میں ان الفاظ کا فرق ہے

إِذَا قَضَىٰٓ أَمۡرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''وجود پذیر ہوجا، اور وہ ہوجاتا ہے''۔ اور یاد رہے کہ قرآنِ مجید میں انسانی تخلیق کے حوالے سے کن فیکون کے الفاظ یا تو آدم علیہ السلام کیلئے استعمال ہوئے ہیں یا یہاں سیدہ مریم کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں بتاتے ہوئے استعمال ہوئے ہیں۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ ۖ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾

''بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے

اسے اس نے مٹی سے (بشر) بنایا پھر اسے کہا 'وجود پذیر ہوجا' اور وہ ہوگیا'' (آلِ عمران ۔ ۵۹)

عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کے متعلق مزید تفصیل سورۃ مریم میں بتائی گئی ہے۔ فرمایا:

وَٱذۡكُرۡ فِى ٱلۡكِتَـٰبِ مَرۡيَمَ إِذِ ٱنتَبَذَتۡ مِنۡ أَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ﴿١٦﴾

''اور کتاب میں مریم (صدیقہ) کا ذکر کریں جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جگہ پر الگ ہوئی تھیں

فَٱتَّخَذَتۡ مِن دُونِهِمۡ حِجَابًا فَأَرۡسَلۡنَآ إِلَيۡهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾

اور ان سے حجاب اختیار کر لیا پھر ہم نے ان کی طرف اپنی جانب سے روح کو بھیجا جو اسے (روپ میں) ایک شریف النفس مرد دکھائی دیا

قَالَتْ إِنِّيٓ أَعُوذُ بِٱلرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

(خلوت میں ایک مرد کو دیکھ کر) اس نے کہا ''میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اس سے ڈرنے والا ہے''

قَالَ إِنَّمَآ أَنَا۠ رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾

اس نے کہا ''میں تو آپ کے رب کا پیامبر ہوں اور آپ کیلئے ایک باصلاحیت بیٹے کی اطلاع لایا ہوں'' (مریم۔١٦۔١٩)

ملائکہ سے ابن مریم کی اطلاع پانے پر سیدہ مریم نے اپنے اور گھر والوں کے درمیان مشرقی مقام پر حجاب کو اختیار کرلیا۔ حجاب ایک ایسی آڑ/رکاوٹ/دیوار کو کہتے ہیں جو دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کی آنکھوں سے اوجھل کردے، خلوت کردے۔ تمثل کے معنی کسی کے مانند بن جانا ہیں۔ حرف 'ل' کسی کے لئے کسی چیز کا مخصوص ہونا۔ 'ھا' ضمیر واحد مؤنث غائب کے لئے آتی ہے۔ بشر کے معنی مرد اور سویا اس شخص کو کہتے ہیں جس کی خلقت اور اخلاق واطوار افراط وتفریط سے پاک ہوں۔ شریف النفس مرد کے روپ میں دکھائی دینے والے پیامبر کی بات کے جواب میں بھی سیدہ مریم صدیقہ نے سوال کیا:

قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَٰمٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾

(بیٹا پانے کی اطلاع پاکر) اس نے کہا ''مجھے بیٹا کیسے ہوگا جب مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا

(کیونکہ نہ تو میں شادی شدہ ہوں) اور نہ ہی میں کوئی بدکارہ ہوں'' (مریم۔٢٠)

قرآنِ مجید آیات کا ترجمہ اور وضاحت لوگوں کی آسانی کیلئے خود کرتا ہے۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت ۴۷ میں سیدہ مریم کے دیئے ہوئے جواب کو ایک مرتبہ پھر دیکھ لیں قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ یہ سوال ملائکہ کے اطلاع دینے پر کیا گیا تھا یہاں رب کو پکارا گیا ہے۔ اور اوپر والا سوال اس پیامبر سے کیا گیا ہے جو مثل بشر ان کے پاس موجود تھا۔ یہاں کچھ الفاظ کا اضافہ بھی ہے وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ ہمارا ادراک ہے کہ مرد کے عورت کو چھونے ہی سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور سیدہ مریم نے اللہ کو پکارتے ہوئے یہی الفاظ استعمال کئے تھے اور یہاں اللہ کے پیامبر سے بات کرتے ہوئے اپنے بدکارہ نہ ہونے کے بارے میں بھی اسے بتایا۔ بچہ تو مرد کے چھونے ہی سے ہوتا ہے لیکن سیدہ مریم بڑے واضح انداز میں اسے بتا رہی ہیں کہ انسانوں کے ہاں بشر کے چھونے کی نوعیت دو طرح کی ہوتی ہے ایک نکاح یعنی شادی کے بعد اور ایک بغیر شادی کئے بدکاری کی صورت میں۔ اپنے خیالوں اور ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتابوں کو 'توریت' اور 'انجیل' کا نام دینے والوں کی روایات کے ماننے والوں (ایک حوالہ جناب غلام احمد پرویز۔ شعلہ مستور۔طبع طلوع اسلام، لاہور) کو نہ جانے کیوں سیدہ مریم کی اس سیدھی، دوٹوک اور صاف صاف گفتگو سے یہ اندازہ نہیں ہو پاتا کہ اگر بچہ پیدا نہ کرنے کا سبب اور وجہ ''خاوند'' کی ناراضگی یا اسکی کوئی بشری کمزوری ہوتی تو سیدھے سادھے انداز میں اسے بیان کردیتیں بجائے بدکاری کے حوالے دینے کے۔ شرماہٹ کے زاویہ اور پہلو سے بھی دونوں باتوں کا موازنہ کرلیں جو باتیں انہوں نے کہی ہیں وہ نہ

کہی ہوئی بات سے کہیں زیادہ کھلی اور صاف ہیں۔ سیدہ مریم نے سیدھی سی بات کہی کہ نہ تو وہ شادی شدہ ہیں اور نہ ہی بدکارہ۔ اس لئے سوال کیا کہ مرد کے عدم چھونے پر انہیں بیٹا کیسے ہوسکتا ہے! سیدہ مریم صدیقہ کو ہمارا اسلام پہنچے۔ سیدہ مریم صدیقہ کے سوال کے جواب میں اللہ کے بھیجے ہوئے اس پیامبر نے بتایا:

قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُۥٓ ءَايَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ
وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (۲۱) فَحَمَلَتْهُ فَٱنتَبَذَتْ بِهِۦ مَكَانًا قَصِيًّا (۲۲)

''اس نے مریم کو کہا اس (طرح بیٹا پیدا ہونے) کا سبب یہ ہے کہ آپ کے رب نے کہا ہے کہ ''وہ میرے لئے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے اپنی طرف سے لوگوں کے لئے ایک نشان اور رحمت بنا دیں۔ اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ ہے''۔ اس لئے انہوں نے اس (بیٹے) کا بوجھ (حمل) اٹھالیا جس کی بنا پر وہ اس (پرورش پانے والے بیٹے) کے ساتھ ایک دور جگہ الگ ہوگئیں'' (سورۃ مریم۔۲۱۔۲۲)

اللہ کی جانب سے سیدہ مریم صدیقہ کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہوئے ان کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم بتایا گیا۔ اور ملائکہ نے کہا تھا کہ یہ خوشخبری اللہ کی جانب سے 'بِكَلِمَةٍ' ہے۔ حرف ''ب'' کے معنی ہیں ''کے ساتھ'' اور لفظ كَلِمَةٍ جو کہ مئونث ہے اس کا مادہ ''ک ل م'' ہے اس کے معنی ایک بات، ایک جملہ یا ایک قصیدہ، یا ایک خطبہ ہیں۔ قرآن مجید میں كَلِمَةٍ کہی ہوئی بات، دیئے ہوئے قول اور زبان، عہد، کئے ہوئے فیصلے کیلئے استعمال ہوتا ہے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ

''اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا'' (حوالہ یونس ۱۹،ھود ۱۱۰،فصلت۔۴۵)۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۚ

''اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک معلوم وقت کی مدت کیلئے بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا''

وَلَوْلَا كَلِمَةُ ٱلْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۗ

''اور اگر فیصلے کی بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا'' (حوالہ الشوریٰ۔۱۴ اور ۲۱)

جس كَلِمَةٌ یعنی بات کے متعلق سَبَقَتْ استعمال ہوا جو ماضی کا صیغہ واحد مئونث غائب ہے اور معنی ''پہلے سے طے ہوچکی، پہلے سے ٹھہر چکی'' ہیں وہ اللہ کا أَجَلٍ مُّسَمًّى مقررہ ساعت کا وعدہ ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى (۱۲۹)

''اور اگر تیرے رب کی جانب سے ایک بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ایسا ضرور ہوجاتا لیکن وقت مقررہ طے کیا جاچکا ہے'' (سورۃ طٰہٰ۔۱۲۹)

سیدہ مریم کو ''بِكَلِمَةٍ'' دی گئی خوشخبری میں كَلِمَةٍ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے استعمال نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ مذکر ہیں جبکہ كَلِمَةٍ مئونث ہے۔ چند مثالیں اور دیکھ لیتے ہیں وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ''اور آپ (ﷺ) کے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہوئی'' (حوالہ الانعام۔۱۱۵)۔ تَمَّتْ ماضی کا صیغہ واحد مئونث غائب ہے اور معنی ہیں ''پوری ہوئی، پوری ہے''۔ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ''اس طرح تیرے رب کی بات سچ (پوری) ثابت ہوگئی ہے'' (حوالہ یونس۔۳۳) حَقَّتْ بھی ماضی کا صیغہ واحد مئونث غائب ہے اور معنی ہیں ''ثابت ہوئی، ٹھیک پڑی''۔

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ [کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ نے مثال کیسے دی ہے] ''سچے وعدے (پاکیزہ بات) کی مثال ایک پاکیزہ درخت جیسی ہے، جس کی جڑ مضبوط ہو'' (حوالہ ابراہیم۔۲۴)۔ طَيِّبَةً طَيِّبَةٍ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مئونث غائب ہے، شَجَرَةٍ بھی واحد مئونث ہے اور ضمیر ''هَا'' بھی مئونث واحد کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ سورۃ لقمان کی آیت ۲۷ میں ہے ''مَا نَفِدَتْ كَلِمَتُ اللهِ'' اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں میں بھی نَفِدَتْ واحد مئونث غائب ہے۔

قرآن مجید کے بتائے ہوئے معنی اور مفہوم سے واضح ہے کہ كَلِمَةٍ کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب، نام، اعزاز وغیرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مذکر کو زنانہ، مئونث خطاب نہیں دیتے۔ یہ مشرکین ہیں جو اپنے من گھڑت الہٰ کیلئے بھی مئونث نام تجویز کرتے ہیں۔ سیدہ مریم کو ایک بیٹے مسیح ابن مریم کی خوشخبری دی گئی۔ سیدہ مریم صدیقہ کو اس کام کیلئے منتخب کیا گیا تھا کہ بغیر باپ کے ایک بیٹے کو تنہا وجود دیں گی۔ انسانی معاشرے میں ایسے بچوں کو بعض لوگ عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے جن کے والد کا معلوم نہ ہو۔ سلام ہو سیدہ مریم پر کہ اللہ رب العزت نے انہیں ابن مریم کی پیدائش سے قبل ان کی خوشخبری بِكَلِمَةٍ اپنے اس وعدے، قول، یقین دہانی کے ساتھ دی تھی کہ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ''وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا''۔

اللہ رب العزت کی ایک عادت کا قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ جب اپنے کسی کام کیلئے کسی خاتون کو وہ منتخب فرماتا ہے تو اس کے اطمینان کیلئے اپنے راز بھی اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ یارب! تو ہمیں معاف فرما کہ ہم نے تو عورت کی قدر و منزلت کو بھی نہیں سمجھا کہ ان میں سے جن کو تو منتخب فرماتا ہے انہیں امین سمجھتے ہوئے اپنے راز بھی بتا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم صدیقہ سے قبل زمانے میں ایک اور خاتون سے بھی ایک کام لیا تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کے دل میں ڈالا کہ'' اسے دودھ پلاتی رہیں

فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي ٱلْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِيٓ

پھر جب آپ اس کی نسبت خطرہ محسوس کریں تو اسے (صندوق میں ڈال کر۔ طٰہٰ ۔۳۹) دریا میں ڈال دیں"۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے ایسا کام کرنے کا نہیں کہا گیا تھا جو عقل وفہم کے تقاضوں سے بالاتر ہو۔انہیں بچے کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر اس وقت دریا کی لہروں کے سپرد کرنے کا کہا گیا جب اس کی زندگی کیلئے خطرہ محسوس کریں۔عقل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ یقینی بڑے خطرے سے بچنے کیلئے چھوٹا خطرہ مول لے لیا جائے۔عقل ودانائی کی یہ باتیں اپنی جگہ لیکن ایک ماں کو یہ مشورہ دینا اتنا آسان بھی نہیں کہ اپنے بیٹے کو دریا کی لہروں کے سپرد کردے۔ سبحان اللہ! ایک ماں کے اطمینان قلب کیلئے اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا راز بھی اسے بتا دیا

إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝

"اور ڈر نا مت اور نہ غم کھانا ہم اسے تیرے پاس لوٹا لائیں گے اور اسے (اپنا) رسول بنائیں گے" (القصص۔۷)

لیکن ماں تو پھر بھی ماں ہی ہوتی ہے۔حکم کی تعمیل میں اپنے لخت جگر کو دریا کی لہروں کے سپرد کر تو دیا

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًاۖ

"اور موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کا دل بیٹھ گیا"۔

إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِۦ لَوْلَآ أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝

احتمال تھا کہ بیٹے کو بہا دینے کو وہ ظاہر کردے اگر ہم نے اس کے دل کو (تمام باتیں بتا کر۔ طٰہٰ۔۳۹) مضبوط نہ کیا ہوتا۔

یہ اس لئے کہ وہ اللہ پر اعتماد کرنے والوں میں ہو جائے" (القصص۔۱۰)

اس عظیم المرتبت خاتون کے دل پر جو بیتی اسے قرآنِ مجید نے اپنے اوراق میں ہمیشہ کیلئے محفوظ کر کے ماں کی ممتا کی گہرائیوں اور وسعتوں کو لوگوں کے سمجھنے اور احساس کرنے کیلئے آسان بنا دیا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہمارا سلام ہو (اور یا رب! میری ماں کو تو بخش دے)

سبحان اللہ! اللہ رب العزت اپنے کسی مقصد، اظہار قدرت کیلئے ایک صدیقہ، معصوم، عفت وحیا کی پیکر خاتون کو ذریعہ بنانے لگا ہے جسے یہ گمان پیدا ہو سکتا تھا کہ معاشرے میں نہ صرف اس کی اپنی عصمت وعفت مشکوک ہو سکتی ہے بلکہ پیدا ہونے والے بیٹے کے متعلق یہ غم بھی اسے لاحق ہو سکتا تھا کہ معاشرہ اسے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔اللہ رب العزت نے سیدہ مریم کو بیٹے کے متعلق اس کی عزت وتوقیر کی یقین دہانی کرا دی اور بتا دیا کہ ان کی عصمت وعفت کا گواہ اس کا اپنا بیٹا ہوگا

يُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِي ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا "وہ لوگوں سے گود میں کلام کرے گا اور پختہ عمر میں بھی" (حوالہ آلِ عمران۔۴۶)۔

لیکن عورت پیکرِ حیا ہے۔ اللہ رب العزت نے دنیا کی عورتوں میں سے سیدہ مریم کو منتخب (نمائندہ) کیا تھا۔ سیدہ مریم نے ثابت کیا کہ عورت سرتاپا، ظاہر اور باطن عفت ہے حیا ہے۔ کائنات کے مالک اور خالق کے ارادے اور مقصد کی تعمیل کا وقت قریب آیا تو پیکرِ عفت وحیا کی نمائندہ، عظیم المرتبت خاتون نے، اللہ تعالیٰ کے قول اور وعدے کے باوجود، دلوں میں چھید کر دینے والی یہ فریاد کی تھی۔ سنیں ان کی پکار:

فَأَجَآءَهَا ٱلْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ قَالَتْ يَـٰلَيْتَنِى مِتُّ قَبْلَ هَـٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾

اور دردِ زہ اسے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ اُس وقت (غم سے) وہ پکاری

''اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور میرا نام ونشان بھی مٹ چکا ہوتا'' (سورۃ مریم۔۲۳)

دردِ زہ کی وجہ سے بچے کی پیدائش کا عمل یقینی ہوجانے پر کرب ناک غم کا اظہار کرنے والے ایسے الفاظ دنیا میں کسی بھی انسان نے ایک ماں بننے والی خاتون کی زبان سے نہیں سنیں ہوں گے۔ یہ تو ممکن ہے کہ نسبتاً کم عمر خاتون نے درد کی شدت سے وضع حمل کے وقت درد پر موت کو ترجیح دینے کی بات کی ہو لیکن ماں بننے والی کسی عورت نے اپنا نام ونشان مٹا ہونے کی خواہش کبھی نہیں کی۔ ایسی بات کسی نے کبھی ایسی لڑکی کے منہ سے بھی نہیں سنی ہوگی جس نے والدین، معاشرے، قانون اور مذہب سے بغاوت اور سرکشی کر کے اپنی مرضی سے شادی کی ہو۔ ہاں اس طرح کے الفاظ ذلت ورسوائی کے خوف کی وجہ سے ایسی لڑکی کے منہ سے نکل سکتے ہیں جو گناہ کی مرتکب ہوئی ہو یا کسی ایسی عورت کے منہ سے جس نے بچہ تو جائز جنا ہو لیکن بچے کے جائز ہونے کا کوئی قابل قبول ثبوت لوگوں کو پیش کرنے سے عاجز ہونے کی بنا پر ذلت ورسوائی اور جھوٹی قرار دیئے جانے کا اسے غم ہو۔ سیدہ مریم بھی ایسی صورتحال سے دوچار تھیں کہ اللہ کے حکم سے بن باپ بیٹے کو جنم دینے والی تھیں لیکن اپنی سچائی ثابت کرنے کیلئے ان کے خیال میں لوگوں کو مطمئن کر دینے والی کوئی دلیل، نشانی اور شہادت ان کے پاس نہ تھی اور انہیں اس بات کا کچھ زیادہ احساس اس بنا پر بھی تھا کہ پہلے ملائکہ اور پھر ان کے سامنے بشر کے روپ میں آنے والے پیامبر سے بیٹے کی اطلاع پانے پر خود انہیں تعجب ہوا تھا کہ کسی بشر کے چھوئے بغیر ایک عورت کو بیٹا کیسے ہوسکتا تھا۔ ایسی صورت میں عصمت وعفت کے بارے میں ان کی سچائی پر کیونکر دوسرے لوگ یقین کرلیں گے۔ قرآن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ صدیقہ تھیں اور ہم جانتے ہیں کہ صدیقہ کا بڑا غم یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی اس پر جھوٹا ہونے کا گمان یا شک کر بیٹھے۔

فَنَادَىٰهَا مِن تَحْتِهَآ أَلَّا تَحْزَنِى قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

''پھر اسے ایک جانب سے آواز آئی ''غم نہ کر۔ تیرے رب نے تیرے پائیں ایک چشمہ رواں کیا ہے۔

وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ تُسَـٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾

اور درخت کے تنے کو ہلائیں تجھ پر تروتازہ کھجوریں گریں گی۔

فَكُلِى وَٱشْرَبِى وَقَرِّى عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ ٱلْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِىٓ إِنِّى نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ ٱلْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿٢٦﴾

کھجوریں کھا اور پانی پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اور اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہنا "میں نے رحمان کی نذر روزہ کیا ہے اس لئے آج میں کسی انسان سے گفتگو/بحث نہیں کروں گی" (سورۃ مریم ۔۲۴۔۲۶)

سیدہ مریم کی پکار کے جواب میں انہیں غم نہ کرنے کا کہا گیا۔ اس سے مزید واضح ہو گیا کہ ان کے کہے ہوئے الفاظ ان کے غم کا نتیجہ تھے نہ کہ خوف کا۔ دردِ زہ خوف کا سبب بن سکتا ہے نہ کہ غم کا۔ ناجائز بچے کی پیدائش بھی خوف پیدا کرتی ہے نہ کہ غم۔ صرف جائز بچے کی پیدائش جسے جائز ثابت کرنے کیلئے کوئی قابلِ قبول ثبوت پاس نہ ہو غم کا سبب بنتا ہے۔ غم کو فوری کم کرنے کیلئے ان کی توجہ کھجوروں اور پانی کی طرف مبذول کرائی گئی اور اپنی صداقت پر حرف گیری سے بچنے کیلئے انہیں کسی سے ملنے پر خاموش رہنے کیلئے کہا گیا۔ وہ مطمئن ہو گئیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی جب پہلی مرتبہ اطلاع دی گئی تھی تو اس وقت انہیں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ گود میں کلام کریں گے۔

فَأَتَتْ بِهِۦ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُۥ ۖ قَالُوا۟ يَٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾
يَٰٓأُخْتَ هَٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾

"اس لئے وہ انہیں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ انہوں نے کہا "اے مریم! تو عجیب حرکت کی مرتکب ہوئی ہے۔ اے ہارون کی بہن! تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں [معاذ اللہ] کوئی بدکار عورت تھی" (سورۃ مریم ۔۲۷۔۲۸)

سیدہ مریم نومولود بیٹے کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم میں واپس آئیں۔ لوگوں کا اندازِ تخاطب اور الفاظ کا انتخاب لوگوں کے قلب و ذہن کی کیفیت کی صاف عکاسی کر رہے ہیں۔ انہوں نے انہیں نام سے خطاب کر کے سوال کرنے کی بجائے ایک عجیب حرکت کی مرتکب ہونے کا ذمہ دار قرار دے دیا۔ بردبار لوگوں کا ڈھکے چھپے انداز میں الزام لگانے کا یہی شریفانہ طریقہ ہے۔ اس کے بعد ہارون کی بہن کہہ کر ان کے باپ اور ماں کا مثبت طریقے کی بجائے منفی انداز میں حوالہ دیکر اپنے گمان کو بالکل واضح کر دیا۔ اگر قوم کے ذہن میں رسم و رواج یا قانون کو توڑنے کی حرکت ہوتی تو سیدہ مریم کے باپ اور ماں کا حوالہ شرافت کے حوالے سے ہوتا نہ کہ باپ کے لئے برا اور ماں کے لئے بدکارہ جیسے الفاظ استعمال کئے جاتے۔ کسی بھی معاشرے میں اس قسم کے الفاظ "تمہارا باپ برا آدمی نہیں تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار عورت تھی"، ماں باپ کی تعریف نہیں بلکہ گالی اور طعنہ سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے الفاظ اس وقت استعمال کئے جاتے ہیں جب کسی اچھے خاندان کے ایسے جوان لڑکے یا لڑکی کو کسی غیر اخلاقی حرکت پر سرزنش کرنا مقصود ہو جس کی ان سے توقع نہ کی جاتی ہو۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا۟ كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِى ٱلْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾

'اس کے جواب میں انہوں نے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ انہوں نے کہا 'ہم اس سے کیسے بات کریں جو ابھی گود میں دودھ پیتا بچہ ہے'۔

سیدہ مریم صدیقہ کی قوم کے لوگوں کا استفہام انسانی عقل وفہم اور مشاہدے کے عین مطابق تھا۔ انسان کا مشاہدہ، علم اور ادراک یہ ہے کہ گود میں دودھ پیتے بچے سے کلام نہیں کیا جا سکتا۔ یہ انسانی عقل وفہم سے ماوراء بات ہے۔ یہ مافوق الفطرت بات ہے۔ گود میں دودھ پیتے بچے کی ذہنی اور فکری سطح اتنی بلند نہیں ہوتی کہ اس سے گفتگو کی جا سکے اور وہ کسی بات کا جواب دے سکے۔

سبحان اللہ! سیدہ مریم کی صداقت اور پاکیزگی کی دلیل اور ثبوت قوم کے اپنے سوال میں پنہاں ہے۔ ان کا مشاہدہ، علم اور ادراک یہ ہے کہ جھولے میں دودھ پیتے بچے سے کلام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ بات کا ادراک نہیں کر سکتا یہ انسانی عقل وفہم سے ماورا بات ہے۔ یہ مافوق الفطرت بات ہے۔ جھولے میں دودھ پیتے بچے کی ذہنی اور فکری سطح اتنی بلند نہیں ہوتی کہ اس سے کلام، گفتگو، بحث، سوال جواب کیا جا سکے۔ وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ اور یہاں لفظ صبیا کے اضافہ سے بات بالکل واضح ہے کہ نومولود دودھ پیتے بچے سے کلام کرنے کے بارے میں استعجاب کیا گیا ہے۔ اور اگر سیدہ مریم کے اشارے سے کہی گئی بات جسے وہ انسانی عقل وفہم سے ماورا اور مافوق الفطرت سمجھ اور قرار دے رہے ہیں سچ ثابت ہو جائے تو عام انسانی فہم سے ہٹ کر پیدائش کے انداز کو سچ نہ ماننے کا کوئی جواز، حجت، دلیل ان کے پاس نہیں رہ جاتی۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور سلام ہو ان عظیم المرتبت ماں بیٹے کو۔ بات کو سمجھنا تو کیا گود میں دودھ پیتے بچے نے جواب دے دیا اور یوں اللہ رب العزت نے جس وعدے کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر سیدہ مریم صدیقہ کو دی تھی عیسیٰ علیہ السلام نے اسے گود میں پورا کر دکھایا جب لوگوں نے ان کی ماں کی عصمت وعفت کے متعلق غلط گمان کیا:

قَالَ إِنِّى عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِىَ ٱلْكِتَـٰبَ وَجَعَلَنِى نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِى مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَـٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّۢا بِوَٰلِدَتِى وَلَمْ يَجْعَلْنِى جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَٱلسَّلَـٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾

''اس نے کہا'' میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور مجھے ثبات دیا ہے جہاں کہیں بھی میں رہوں اور اس نے مجھے تاکید کی ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوۃ کی پابندی کروں۔ اور اپنی والدہ (محترمہ) سے نیک سلوک کروں اور اس نے مجھ میں شقاوت اور سخت مزاجی نہیں رکھی۔ اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میں مروں گا اور جس دن (یوم بعث) میں زندہ اٹھایا جاؤں گا'' (سورۃ مریم۔۳۰۔۳۳)

اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ سب کچھ بتانے کے بعد فرمایا

ذَٰلِكَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ ٱلْحَقِّ ٱلَّذِى فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾

''یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم۔ ثابت ہو چکا وہ قول، وعدہ (وہ حقیقتِ عیاں) جس میں لوگ شک وتردد کرتے ہیں'' (مریم۔۳۴)

اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ان کی ماں سیدہ مریم کو ایک قول دیا تھا، ایک وعدہ کیا تھا۔ ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ

''بیشک مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول تھے اور اللہ کی جانب سے ایک وعدہ، قول جو (سیدہ) مریم (صدیقہ) کو دیا گیا تھا۔

اور اللہ کی جانب سے پھونکی ہوئی ایک روح تھے'' (حوالہ النساء۔۱۷۱)

كَلِمَتُ واحد مؤنث غائب ہے اور اس میں مذکر ضمیر ''ہ'' اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ معنی ''اللہ کی بات، وعدہ، قول''۔

أَلْقَىٰهَآ ۔ ''أَلْـقَـى'' ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب + ''هَآ'' ضمیر واحد مؤنث غائب كَلِمَتُ کیلئے ہے جس کا عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ مذکر ہیں۔

''أَلْـقَـى'' کا مادہ ''ل ق ی'' ہے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح ڈال دینا ہیں کہ وہ دوسرے کے سامنے آجائے (راغب)۔ آمنے سامنے ہونا۔ کسی کو خط، تحریر، پیغام، وعدہ، قول پہنچانا، دینا، ڈلیور (deliver) کرنا جس کا مفہوم، نتیجہ یہی ہے کہ وہ چیز دوسرے کے سامنے ہوتی ہے۔ اَذْهَب بِّكِتَابِى هَـٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ سلیمان علیہ السلام نے کہا ''میرا یہ خط، تحریر لے جا اور اسے ان کے سامنے ڈال دے'' (حوالہ النمل۔۲۸)۔ اور یہ كَلِمَتُ، وعدہ، قول کس کے سامنے رکھا گیا تھا، کس کو ڈلیور (deliver) کیا گیا تھا؟

إِلَىٰ مَرْيَمَ مریم کی جانب۔ اللہ رب العزت نے جس وعدے، زبان، قول (''بِـكَلِمَةٍ'') کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر سیدہ مریم صدیقہ کو دی گئی اسے سیدہ مریم صدیقہ کو مکمل سچ کر کے دکھا دیا گیا تھا کہ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ۗ ''اور اللہ ہی کی بات ہے جو اونچا (تکمیل پاتی اور غالب) ہوا کرتی ہے'' (حوالہ التوبہ۔۴۰)۔